باب دوم

ایمانیات وعبادات

ایمانیات

توحید کے دلائل اور تقاضے

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ توحید کے دلائل اور تقاضوں کو جان کر اور سمجھ کر توحید پر ایمان پختہ کر سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
• توحید کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔	• اقسامِ توحید جان کر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔
• وجودِ باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل سے آگاہ ہو سکیں۔	• وجودِ باری تعالیٰ کے دلائل سے آگاہ ہو کر کفر و الحاد سے بچ سکیں۔
• توحید و شرک کی اقسام اور توحید کے تقاضوں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔	• توحید کے دلائل جان کر شرک سے پاک رہ سکیں۔
• عملی زندگی میں توحید کے فوائد و اثرات اور شرک کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔	

معنی و مفہوم

توحید کا لفظ "و۔ح۔د" سے نکلا ہے، جس کے معنی ہیں "ایک ہونا یا اکیلا ہونا"۔ جب کہ اصطلاح میں توحید سے مراد اس عقیدے پر یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں یکتا اور تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ہم پلہ نہیں ہے۔ اسلام میں توحید تمام عقائد میں سب سے اہم اور بنیادی درجہ رکھتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر کامل ایمان لائے بغیر کوئی بھی شخص ایمان لانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

توحید کی اقسام

قرآن و سنت کی روشنی میں توحید کی تین اقسام ہیں:

توحید فی الذات

توحید فی الذات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں واحد اور یکتا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور اکیلا ہی رہے گا۔ سورۃ الاخلاص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ (سورۃ الاخلاص: 3)

ترجمہ: "نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔"

توحید فی الصفات

توحید فی الصفات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے شمار صفات کا حامل ہے مثلاً الرحمٰن، الرحیم سب سے زیادہ رحم فرمانے والا، الحیّ، ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ وہ اپنی صفات میں یکتا اور یگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذاتی اور لامحدود ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (ہر) پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے وہ بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے (ہر عیب سے) پاک ذات (ہر نقص سے) سالم امن بخشنے والا (سب کا) نگہبان بہت غلبہ والا بڑی طاقت والا بے حد بڑائی والا ہے اللہ ہر اس چیز سے پاک ہے جسے وہ (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں“۔

توحیدِ الوہیت (توحید فی العبادۃ)

توحیدِ الوہیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سچا معبود مانا جائے اور ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے کی جائے اور مصیبت کے وقت صرف اور صرف اسی سے مدد مانگی جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ (سورۃ النحل: 51)

ترجمہ: ”بے شک وہی ایک معبود ہے تو مجھ ہی سے ڈرو“

وجودِ باری تعالیٰ اور توحید کے دلائل

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل پیش کرتی ہے مثلاً دن اور رات کے تبدیل ہونا، موسم کا ایک قاعدے کے مطابق تبدیل ہونا، چاند، ستاروں اور سورج کا وجود میں آنا، ہواؤں کا چلنا، بارشوں کا برسنا، سب کے سب انسان کو کسی ایسی ذات کی موجودگی کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو کہ قادرِ مطلق ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔ یہ تمام نشانیاں دیکھ کر انسان کے ذہن میں یہی بات آتی ہے کہ ضرور کوئی ایسی ہستی موجود ہے جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا ہے اور اسے ایک قاعدے کے مطابق چلا رہا ہے۔ انسان کے ان تمام سوالات کے جواب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر زمین میں اس کے چشمے جاری کر دیے پھر وہ اس سے کھیتی نکالتا ہے جن کے رنگ مختلف ہیں پھر وہ (پک کر) خشک ہو جاتی ہے پھر تم اُنھیں زرد دیکھتے ہو پھر وہ اُنھیں چورا چورا کر دیتا ہے بے شک اس میں ضرور عقل مندوں کے لیے نصیحت ہے۔“ (سورۃ الزمر: 21)

> ارشادِ باری تعالیٰ
>
> اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ
>
> ترجمہ: ”یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے“
>
> (سورۃ لقمان: 13)

عقیدۂ توحید کے تقاضے

عقیدۂ توحید کا سب سے بنیادی تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ صرف اسی پر بھروسا کریں اور مصیبت کے وقت صرف اور صرف اسی سے مدد مانگیں، وہی ہمارا خالق، رازق اور معبودِ برحق ہے۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا افعال میں شریک نہ ٹھہرائیں۔ عقیدۂ توحید انسان سے یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ انسان اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کا خوف نکال دے اور تمام تر باطل قوتوں کے سامنے جھکنا اور ڈرنا چھوڑ دے۔

شرک اور اس کی اقسام

شرک کے لغوی معنی حصہ دار یا ساجھی پن کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں شرک کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو خدا ماننا یا خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا بہت بڑا اور ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ شرک کو ایمان کی ضد کہا گیا ہے۔ قرآن مجید میں شرک کو "ظلمِ عظیم" بتایا گیا ہے۔ شرک کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:۔

شرک فی الذات: شرک فی الذات سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (سورۃ الاخلاص: 1-4)

ترجمہ: "(اے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ فرما دیجیے وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔ اور نہ کوئی اُس کے برابر ہے۔"

شرک فی الصفات: شرک فی الصفات سے مراد ہے صفات میں شرک۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے، سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اگر نعوذ باللہ کسی اور کو ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دیا جائے تو یہ صفات میں شرک کہلائے گا۔

شرک فی العبادۃ: شرک فی العبادۃ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے رکوع، سجدہ، طواف یا قربانی کرنا، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام کی قسم اٹھانا یا نذر ماننا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرنا وغیرہ۔

عملی زندگی پر اثرات

عقیدۂ توحید انسان کی زندگی پر بہت زیادہ اثرات مرتب کرتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر ایمان رکھنے والا انسان خوددار اور باوقار ہو جاتا ہے۔ وہ دوسروں سے مانگنا چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنا شروع کر دیتا ہے تو اس کی شخصیت میں واضح فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ عقیدۂ توحید انسان کو ایک اچھا باعمل مسلمان بناتا ہے۔ عقیدۂ توحید پر پختہ ایمان رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کے سوا ہر قسم کے خوف اور ڈر سے نجات پا لیتا ہے کیونکہ وہ اس بات پر کامل اور مضبوط ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی اسے نفع پہنچا سکتا ہے نہ کوئی نقصان۔ عقیدۂ توحید نہ صرف اللہ تعالیٰ کے بارے میں انسان کو متحد کرتا ہے بلکہ سارے انسانوں کو اولادِ آدم قرار دیتا ہے۔ یعنی سارے انسان برابر اور مساوی حیثیت کے حامل ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت اور برتری حاصل نہیں ہے۔ اس عقیدہ سے انسان تنگ نظری اور تعصب سے محفوظ رہتا ہے اور اس میں وسعتِ قلب و نظر پیدا ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم عقیدۂ توحید پر سختی سے کاربند رہیں تاکہ دنیا و آخرت میں کامیابی ہمارا مقدر بنے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ وحدت کا معنیٰ ہے:

(الف) ایک ہونا (ب) قریب ہونا (ج) بے مثل ہونا (د) بڑا ہونا

۲۔ اسلام میں تمام عقائد میں سب سے اہم اور بنیادی درجہ رکھتا ہے:

(الف) عقیدۂ توحید (ب) عقیدۂ رسالت (ج) عقیدۂ آخرت (د) عقیدۂ تقدیر

۳۔ قرآن مجید کی سورۃ الاخلاص میں کس چیز کی تعلیمات کا تذکرہ ہے؟

(الف) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (ب) اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا (ج) نعمتوں کا شکر ادا کرنا (د) توحید بیان کرنا

۴۔ اس بات پر یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سچا معبود مانا جائے اور ہر قسم کی عبادت اسی کے لیے کی جائے، کہلاتا ہے:

(الف) توحید فی الذات (ب) توحید فی الصفات (ج) توحید الوہیت (د) توحید فی الافعال

۵۔ قرآن مجید نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے کیونکہ شرک کرنے سے انسان:

(الف) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے۔ (ب) یہود و نصاریٰ کا ساتھی بن جاتا ہے۔

(ج) نماز و روزہ کا منکر ہو جاتا ہے۔ (د) حج اور زکوٰۃ کا انکار کرتا ہے۔

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ توحید فی الذات سے متعلق قرآن مجید میں کیا ارشاد ہے؟

۲۔ توحید الوہیت کا کیا تقاضا ہے؟

۳۔ شرک فی الافعال کی دو مثالیں روز مرہ زندگی سے پیش کریں۔

۴۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ اس آیتِ مبارکہ میں توحید کی کونسی قسم کا ذکر ہے؟

۵۔ مظاہر فطرت انسان کے عقیدۂ توحید کو مضبوط کرنے میں کس طرح مدد کرتے ہیں؟

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ عقیدۂ توحید کی اقسام اور اس کے تقاضوں پر تفصیلاً لکھیں۔

۲۔ روز مرہ زندگی میں توحید کے فوائد و اثرات اور شرک کے نقصانات کا جائزہ پیش کریں۔

۳۔ وجودِ باری تعالیٰ اور عقیدۂ توحید کے حق میں عقلی اور نقلی دلائل تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ وجودِ باری تعالیٰ اور کائنات میں خدا کی نشانیوں کے بارے میں مواد تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔
- درج ذیل میں سے ایسے کاموں کی نشاندہی کریں جو عملی شرک کہلاتی ہیں:

مخلوق کو سجدہ کرنا	مظاہر فطرت کی پرستش	جھوٹ بولنا	عبادت میں ریاکاری	ظلم کرنا	خیانت کرنا

برائے اساتذہ کرام

- اقسامِ توحید و اجتنابِ شرک کے بارے میں مستند کتب کا مطالعہ کر کے معاشرے میں اس کے عملی اطلاق کی صورتوں پر مباحثے کا اہتمام کروائیں۔
- کسی مہمان مقرر سے کائنات میں وجودِ باری تعالیٰ کے دلائل پر گفتگو کا اہتمام کریں تاکہ ہم سب کفر و الحاد سے بچ سکیں۔

(ب) رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خصوصیات

حاصلاتِ تعلّم

طلبہ قرآن وسنّت کی روشنی میں رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خصوصیات جان سکیں۔ خصوصاً ختمِ نبوّت کی اہمیت سمجھتے ہوئے اس پر اپنا ایمان مضبوط کر سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • عقیدۂ رسالت کا معنی و مفہوم جان سکیں۔ • وحی کی تعریف، اقسام اور صورتوں کو جان سکیں۔ • رسالتِ محمدی کی خصوصیات اور معجزات کا فہم حاصل کر سکیں۔ • عقیدۂ ختمِ نبوّت کے عقلی و نقلی دلائل کا جائزہ لے سکیں۔	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • رسالتِ محمدی کی خصوصیات جان کر اس پر ایمانِ کامل، محبت، اطاعت واتباع اور تعظیم و توقیر کا مظاہرہ کر سکیں۔ • عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تقاضوں کو سمجھ کر دعوتِ دین اور حفاظتِ دین کا فریضہ سرانجام دے سکیں اور انکارِ ختمِ نبوّت کرنے والے کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھ سکیں۔

عقیدۂ رسالت

دنیا میں سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو منتخب کیا، جنھیں ہم نبی یا رسول کہتے ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام جبکہ سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت و رسالت کو برحق ماننا، عقیدۂ رسالت کہلاتا ہے۔

عقیدۂ رسالت، عقیدۂ توحید کے بعد اسلام کا دوسرا بڑا عقیدہ ہے۔ لفظ "نبوّت" "نبأ" سے نکلا ہے، جس کا لغوی معنٰی خبر ہے جبکہ خبر دینے والے کو نبی کہا جاتا ہے۔ رسالت کے لغوی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں، پیغام پہنچانے والے کو رسول کہا جاتا ہے۔ نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ رسول کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے کر بھیجتے ہیں، جبکہ نبی اپنے سے سابقہ رسول کی شریعت کو آگے لے کر چلتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصائص و کمالات سے نوازا ہے۔ یہ تمام ہستیاں اپنے دور کی سب سے نیک اور باکمال ہستیاں ہوتی ہیں جو باقی تمام انسانوں سے اخلاق میں بلند اور ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے صرف چند انبیا کرام علیہم السلام کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ (سورۃ النساء: 164)

ترجمہ: "اور ایسے بھی رسول ہیں یقیناً جن کے حالات (اس سے) پہلے ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور وہ رسول بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے"۔

وحی الٰہی: اقسام اور صورتیں

علم کے بہت سارے ذرائع ہیں۔ ان میں حواسِ خمسہ، عقل، مشاہدہ و تجربہ، وجدان اور الہام شامل ہیں۔ وحی علم کے ذرائع میں سے سب سے مستند ذریعہ ہے۔ وحی کے لغوی معنی ہیں اشارہ کرنا، چھپ کر بات کرنا یا دل میں بات ڈالنا۔ جبکہ اصطلاح میں انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو وحی کہا جاتا ہے۔

وحی کی اقسام: وحی کی دو اقسام ہیں۔

وحی متلو: یہ ایسی وحی ہے جس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں، اس سے مراد قرآن مجید ہے۔

وحی غیر متلو: یہ ایسی وحی ہے جو نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک پر معانی کی صورت میں نازل کی گئی اور ان معانی کو آپ ﷺ نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہو۔ اس سے مراد احادیث مبارکہ ہے۔

وحی کی صورتیں: وحی کی تین صورتیں ہیں۔

وحی قلبی: اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کے واسطے کے بغیر براہِ راست کوئی بات بیداری یا خواب میں اپنے پیغمبر کے دل میں الہام کر دے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔

کلام الٰہی: اللہ تعالیٰ براہِ راست اپنے نبی سے کلام فرماتا ہے۔ اس وحی میں بھی کسی فرشتہ کا واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے۔

وحی ملکی: اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کے ذریعے سے اپنا پیغام بھیجتے ہیں۔ اس وحی کی تین صورتیں ہیں۔ کبھی فرشتہ نظر نہیں آتا صرف اُس کی آواز سنائی دیتی ہے، انبیاء کرام علیہم السلام کے قلوب میں گھنٹی کے مشابہ خوبصورت آواز سنائی دیتی ہے، جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا پیغام ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ فرشتہ کسی انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے۔ کبھی کبھی فرشتہ اپنی اصلی صورت میں بھی ظاہر ہو کر کلام کرتا ہے۔

> **ارشادِ باری تعالیٰ**
>
> وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ
>
> ترجمہ: "اور کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے تو وہ اس کے حکم سے جو وہ (اللہ) چاہے وحی کرے" (سورۃ الشوریٰ، آیت: ۵۱)

رسالتِ محمدی کی خصوصیات

اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ مگر جن فضائل و کمالات سے نبی کریم ﷺ کی ذات کو نوازا، وہ کسی اور نبی میں نہیں۔ آپ ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کسی ایک قوم یا علاقے کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے۔ مگر آپ ﷺ کی نبوت کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر فرمایا۔ آپ ﷺ کائنات کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے اور قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے لیے ہدایت و کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ آپ ﷺ ہی کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے بہترین نمونہ قرار دیا۔ نہ صرف بطور قائد، بلکہ آپ ﷺ بطور استاد، بطور باپ، بطور سپہ سالار، بطور حاکم غرض ہر لحاظ سے رہتی دنیا تک کے لیے ایک بہترین اور کامل مثال ہیں۔ رسالتِ محمدی ﷺ کی خصوصیات کے نمایاں پہلوؤں میں سے آپ ﷺ کا مقامِ شفاعت پر فائز ہونا، حوضِ کوثر کا تصرف ہونا، مقامِ محمود عطا کیا جانا، خاتم النبیین ﷺ ہونا اور دین کو مکمل کرنا بھی شامل ہیں۔

حضور ﷺ کے معجزات

معجزے سے مراد ہے کسی بھی نبی کی ذات سے صادر ہونے والا ایسا کام جو دوسروں کی عقل کو عاجز کر دے۔ حضور ﷺ کا سب سے بڑا اور زندہ معجزہ قرآن مجید ہے۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی اس کتاب میں تا قیامت کوئی تبدیلی نہیں آسکتی اور یہ حرف بہ حرف حقیقت پر مبنی ہے۔ مکہ مکرمہ میں کفار کے مطالبے پر نبی کریم ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے تھے۔ ڈوبے ہوئے سورج کا دوبارہ طلوع ہونا، کنکریوں

کا آپ ﷺ کی مٹھی مبارک میں کلمہ پڑھنا، کھجور کے خشک تنے کا بولنا، ہاتھوں کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، درخت کا اپنی جڑوں سمیت اکھڑ کر حاضر ہو جانا وغیرہ جیسے بے شمار معجزات ہیں۔

آپ ﷺ کا ایک بڑا معجزہ واقعہ معراج ہے۔ نبوت کے گیارہویں سال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے پہلے مسجدِ اقصیٰ بلایا، جہاں آپ ﷺ کی امامت میں کئی انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز پڑھی۔ پھر یہاں سے آپ ﷺ نے آسمانوں کا مبارک سفر کیا، اور اس کے بعد آپ ﷺ نے عرشِ الٰہی پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔

عقیدۂ ختمِ نبوت

حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب، قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے لیے پیغام مکمل ہو چکا۔ آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نبی اور رسول آئے گا اور نہ ہی آسکتا ہے۔ کوئی بھی شخص جو آپ ﷺ کے بعد نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا اور کذّاب کہلائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے پر یوں روشنی ڈالی ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب: 40)

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (خاتم النبیین ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"

ختمِ نبوت کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی کوئی نبی ہے" (جامع ترمذی: 2272)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور ان کے ساتھ جہاد کی۔ ان میں سے ایک مسیلمہ کذّاب بھی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا ایک لشکر بھیجا اور جنگِ یمامہ لڑی گئی۔ قیامت تک کوئی بھی شخص اگر اپنے نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے تو اُمّتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ اس کو جھوٹا اور کذّاب مانیں اور اس کے خلاف جہاد کریں۔ ہمیں چاہیے کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت پر اپنا ایمان مضبوط رکھیں۔ دعوتِ دین اور حفاظتِ دین کا فریضہ اب آخری اُمت ہونے کے ناطے سے مسلمان اُمّت کا ہے۔ اس لیے اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے سرانجام دیں اور انکارِ ختمِ نبوّت والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ عقیدۂ توحید کے بعد اسلام کا دوسرا بڑا عقیدہ ہے:

(الف) عقیدۂ آخرت (ب) عقیدۂ رسالت (ج) عقیدۂ تقدیر (د) ملائکہ پر ایمان

۲۔ نبی کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) ہدایت دینے والا (ب) خوشخبری دینے والا (ج) خبر دینے والا (د) سلام دینے والا

۳۔ انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد تھا۔

(الف) لوگوں کی مدد کرنا (ب) دنیا پر حکومت کرنا (ج) دنیا کو آباد کرنا (د) لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا

۴۔ رسالتِ محمدی ﷺ کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

(الف) سب سے آخری اور حتمی نبی اور رسول (ب) زیادہ معجزات والے رسول

(ج) دشمنوں کو معاف کرنے والے رسول (د) غلاموں کو سردار بنانے والے رسول

۵۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ:

(الف) کفر اور شرک کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ (ب) اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانیت تک پہنچ چکا ہے۔

(ج) تمام انسانیت ایمان لا چکی ہے۔ (د) تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اپنائی جا چکیں ہیں۔

۶۔ واقعہ معراج حضور ﷺ کے کس وصف کی بہترین مثال ہے؟

(الف) رحمۃ للعٰلمین (ب) معجزاتِ نبوّت (ج) صادق وامین (د) رحمت وشفقت

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ عقیدۂ رسالت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی عموماً کیا خصوصیات ہوتی ہیں؟

۳۔ وحی کے معنی اور صورتیں تحریر کریں۔

۴۔ نبی کریم ﷺ کے کوئی سے دو خصوصی معجزات بتائیں۔

۵۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ عقیدۂ رسالت اور اس کی اہمیت تفصیلاً تحریر کریں۔

۲۔ اسلامی تعلیمات میں وحی کی اہمیت اور اس کی اقسام پر روشنی ڈالیں۔ نیز ثابت کریں کہ ذرائع علم میں سے وحی سب سے مستند ذریعہ ہے۔

۳۔ رسالتِ محمدی ﷺ کی خصوصیات سمجھ کر ہم روزمرہ زندگی کے اعمال میں کس طرح اتباعِ رسول اور تعظیم رسول ﷺ کا مظاہرہ کر سکتے ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ کتبِ سیرت کا مطالعہ کر کے سبق کے علاوہ رسالت محمدی ﷺ کی مزید خصوصیات تلاش کر کے نوٹ بک میں لکھیں۔
- طلبہ سبق کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے مزید معجزات تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔
- مندرجہ ذیل میں سے رسالت محمدی ﷺ کی خصوصیات کی نشاندہی کریں۔

وحی کا نازل ہونا	ختمِ نبوّت	عالمیت	ساری زمین کا سجدہ گاہ ہونا	مقتدا ہونا	کتاب وشریعت کا نازل ہونا

برائے اساتذہ کرام

- ختمِ نبوّت کی اہمیت اور تقاضوں پر کسی مہمان مقرر کی تقریر کا اہتمام کریں۔
- دیگر انبیا کرام علیہم السلام کے معجزات کے بارے میں بھی طلبہ کو آگاہ کریں۔

ملائکہ پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

فرشتوں کے تصور، تخلیق کا مقصد اور ذمہ داریوں سے آگاہ ہو سکیں۔ ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر ان پر اپنا ایمان پختہ کر سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • عقیدۂ ملائکہ کے نقلی و عقلی دلائل کو سمجھ سکیں۔ • فرشتوں کی صفات، مقام و مرتبہ اور دنیوی و اخروی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو سکیں۔ • عقیدۂ ملائکہ پر پختہ ایمان کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • عقیدۂ ملائکہ پر ایمان پختہ کرنے والے بن سکیں۔ • ملائکہ کی تعظیم اور احترام کرنے والے بن سکیں۔

عقیدۂ ملائکہ

فرشتوں کو عربی میں ملائکہ کہا جاتا ہے۔ ملائکہ "ملک" کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں "مالک ہونا"۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا، جو ہر قسم کی خطا سے پاک ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام کام سرانجام دیتے ہیں۔ یہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ فرشتوں کی اصل تعداد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ فرشتوں کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿٢٠﴾

(سورۃ الانبیاء: 19-20)

ترجمہ: "اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ نہ اس کی عبادت سے تکبّر کرتے ہیں اور نہ ہی تھکتے ہیں۔ وہ دن اور رات تسبیح بیان کرتے ہیں وہ سُستی نہیں کرتے۔"

فرشتوں کی صفات

فرشتوں کی کوئی ایک مخصوص شکل و صورت نہیں ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی روپ بھی ڈھال سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ ایک ایسے شخص کی شکل میں آئے تھے کہ ان کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی طور پر سیاہ تھے اور ان پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے۔ فرشتے اپنے فرائض بغیر تھکاوٹ اور بغیر کسی تکبر کے کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں

ارشادِ نبوی ﷺ

خُلِقَتِ الْمَلَآئِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ، وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ

ترجمہ: "فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو شعلہ (آگ) سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس شے سے پیدا کیا گیا ہے، جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمھیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)" (صحیح مسلم: 7495)

برداری میں کوشاں رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور پیامبر ہیں۔ یہ آسمان و زمین کے درمیان اترنے چڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں کیونکہ ان کے پَر ہوتے ہیں۔ ان کا وجود حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل کا ہے۔

مشہور فرشتوں کے نام اور ذمہ داریاں

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کئی ذمہ داریاں سونپی ہیں اور فرشتے ہر وقت، ہر لمحہ، بنا تھکاوٹ اس میں مگن رہتے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

- حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام فرشتوں کے سردار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے تھے۔
- حضرت میکائیل علیہ السلام کی ذمہ داری مخلوق پر بارش برسانا اور رزق پہنچانا ہے۔
- حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ذمہ داری تمام جان داروں کی روح قبض کرنا ہے۔
- قیامت کے دن صور پھونکنے کی ذمہ داری حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ہے۔
- ان چار مشہور فرشتوں کے علاوہ جنت کے داروغہ کی ذمہ داری حضرت رضوان علیہ السلام پر ہے۔
- جہنم کے داروغہ کی ذمہ داری حضرت مالک علیہ السلام کے پاس ہے۔
- قبر میں انسان سے سوال کرنے والے فرشتوں کو "منکر نکیرین" کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتے انسان سے اس کے دین کے متعلق سوالات کرتے ہیں۔
- کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کی ذمہ داری انسانوں کے اعمال کی حفاظت ہے۔ یہ فرشتے ہر انسان کے ساتھ مامور ہوتے ہیں اور انسان کے ہر اچھے اور برے عمل کا حساب محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کو "کراماً کاتبین" کہا جاتا ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور نمازِ عصر اور نمازِ فجر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری تھی، وہ آسمان کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتے ہیں، حالانکہ وہ بہتر علم رکھتے ہیں، کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ اس پر وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے (صحیح بخاری: 3771)۔
- کئی ایسے فرشتے ہیں جو نمازِ جمعہ میں شرکت کرنے والوں کا اندراج کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔" (صحیح بخاری: 929)

عملی زندگی پر اثرات

فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان کی عملی زندگی میں بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ انسان میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی حفاظت اور انسانوں کو رزق اور نعمتیں پہنچانے کے لیے اس مخلوق کی ذمہ داری لگائی ہے۔ اس کے علاوہ انسان میں علم حاصل کرنے کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ علم ہی وہ وجہ تھی جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نوری مخلوق پر فضیلت دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے دل میں فرشتوں سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجاآوری میں مگن رہتے ہیں اور انسانوں کی طرح غرور و تکبر اور

خطاؤں سے پاک رہتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ انسان کو یہ احساس بھی رہتا ہے کہ اس کے ہر عمل کا حساب فرشتے لکھ رہے ہیں۔ اس لیے انسے ہر عمل سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے دور رہنا چاہیے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ ہر قسم کی خطا سے پاک اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے:

(الف) انسان　(ب) جن

(ج) فرشتے　(د) حیوانات

۲۔ حضور ﷺ کے پاس انسانی شکل میں آئے:

(الف) حضرت جبرائیل علیہ السلام　(ب) حضرت میکائیل علیہ السلام

(ج) حضرت عزرائیل علیہ السلام　(د) حضرت اسرافیل علیہ السلام

۳۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) شک کی بنا پر　(ب) تکبر کی بنا پر

(ج) احساسِ کمتری کی بنا پر　(د) بنا کسی وجہ کے

۴۔ جہنم کے داروغہ کا نام ہے:

(الف) رضوان علیہ السلام　(ب) عزرائیل علیہ السلام

(ج) مالک علیہ السلام　(د) اسرافیل علیہ السلام

۵۔ فرشتوں پر ایمان رکھنے سے انسان کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) نیک اعمال کا ذوق بڑھتا ہے۔　(ب) محنت و مشقت کا شوق ہوتا ہے۔

(ج) انسانوں کی بڑائی کا احساس ہوتا ہے۔　(د) فرشتوں کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ لفظ ملائکہ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ کراماً کاتبین کن کو کہا جاتا ہے؟

۳۔ فرشتوں کی تین صفات لکھیں۔

۴۔ نمازِ جمعہ کے موقع پر فرشتوں کو کیا ذمہ داری دی جاتی ہے؟

۵۔ فرشتوں پر ایمان لانے سے انسان میں عاجزی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ عقیدۂ ملائکہ اور اس کی اہمیت پر تفصیلاً لکھیں۔

۲۔ فرشتوں کی صفات پر روشنی ڈالیں۔ نیز بتائیں کہ ہم کس طرح عقیدۂ ملائکہ پر اپنا ایمان پختہ کر سکتے ہیں؟

۳۔ فرشتوں کے نام اور ان کی مختلف ذمہ داریوں کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ملائکہ سے متعلق مستند کتب کا مطالعہ کریں۔
- طلبہ گروپ کی صورت میں دنیا، حفاظت، موت، قبر اور آخرت سے متعلق ملائکہ کے کردار و ذمہ داریوں کی معلومات جمع کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- مندرجہ ذیل میں سے ملائکہ کی صفات کی نشاندہی کریں۔

عبادتِ الٰہی	کھانا، پینا، سونا	اطاعتِ امرِ الٰہی	وحی لے کر آنا	نکاح و اولاد	خدا کے فیصلے نافذ کرنا

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو بتایا جائے کہ ہم کس طرح عقیدۂ ملائکہ پر اپنا ایمان پختہ کر کے اللہ تعالیٰ کی اس نوری مخلوق کا ادب و احترام کرنے والے بن سکتے ہیں۔
- "فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا۔۔۔ مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ" کے موضوع پر تقریری مقابلے کا اہتمام کیا جائے۔

کتبِ سماویہ پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

آسمانی کتب اور صحائف پر ایمان پختہ کرتے ہوئے قرآن مجید کو ہدایت کا آخری اور ابدی سرچشمہ سمجھ سکیں اور اپنی زندگیوں کو اس کی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
• آسمانی کتب اور صحائف کے جامع تعارف اور نزول کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔ • وحی کو بطور مستند اور قطعی ذریعہ سمجھ سکیں۔ • عقیدۂ آسمانی کتب اور صحائف کے نقلی اور عقلی دلائل کو سمجھ سکیں۔ • آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات اخذ کر سکیں۔	• اس بات پر یقین رکھ سکیں کہ گزشتہ آسمانی کتب کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قرآن مجید ہی واحد آخری آسمانی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔ • قرآن مجید کی تعلیمات کی اہمیت جان کر ان پر عمل کر سکیں۔

تعارف

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ تک جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض پر کتابیں اور بعض پر صحائف نازل فرمائے۔ ان تمام کتابوں اور صحائف کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہونے پر سچے دل سے ایمان لانا ایمان بالکتب یا کتبِ سماویہ پر ایمان لانا کہلاتا ہے۔ اس عقیدے کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ (سورۃ النساء: 136)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ پر اور اُس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لاؤ اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول (خاتم النبیین ﷺ) پر نازل فرمائی اور اُن کتابوں پر جو اُس نے پہلے نازل فرمائیں"۔

تمام آسمانی کتابوں میں کئی تعلیمات مشترک تھیں جن میں عقیدۂ توحید سرِ فہرست ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان آسمانی کتب میں انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لیے تعلیمات بھی تھیں۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ سابقہ کتب کو ان کے ماننے والوں نے تبدیل کر دیا۔ اب وہ کتابیں اپنی اصل حالت میں موجود نہیں ہیں۔ مگر قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے۔ قرآن مجید میں قیامت تک کوئی بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

> **ارشادِ باری تعالیٰ**
>
> اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
>
> ترجمہ: "بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"(سورۃ الحجر: 9)

مشہور آسمانی کتب

قرآن مجید میں ہمیں چار آسمانی کتب کے نام ملتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- **تورات:** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- **زبور:** حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

- **انجیل:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- **قرآن مجید:** نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

مقاصد

تمام انبیا کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان، حضرت آدم علیہ السلام کو نبی بنا کر دنیا میں بھیجا تاکہ آپ علیہ السلام کی اولاد حق اور باطل، سچ اور جھوٹ میں فرق کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ جانیں۔ مگر آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو شرک چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تلقین کی۔ اسی طرح جب بھی کوئی قوم حق کے راستے سے بھٹک کر شرک اور ظلم کی راہ پر چل پڑتی اور اس معاشرے میں برائیاں عام ہو جاتیں، تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنا پیغام نازل کرتے۔ ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی، دنیا برائیوں میں ڈوب چکی تھی، عدل و انصاف کا فقدان تھا، لوٹ مار، ظلم و جبر عام تھا۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بجائے لوگ کفر و شرک کے راستے پر چل پڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صحرائے عرب میں ایک ایسے نبی کو اپنا آخری کلام دے کر بھیجا، جس نے معاشرے سے ظلم و جہل کے بادل ہٹائے اور دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھایا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ شہر سے باہر ایک غار میں غور و فکر اور یادِ الٰہی کے لیے تشریف لے جاتے۔ یہیں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی دے کر بھیجا۔ وحی اللہ تعالیٰ کا وہ پیغام ہے جو فرشتے اللہ تعالیٰ کے نبیوں تک پہنچاتے ہیں۔ وحی کے الفاظ کلامِ الٰہی ہوتے ہیں اور اس اُمت کے لیے احکام کا درجہ رکھتے ہیں۔

دلائل

کسی بھی کلام کی اہمیت کلام کرنے والے پر منحصر ہوتی ہے۔ جب کلام کائنات کے خالق کا ہو تو وہ کلام اہمیت کی معراج پر ہوتا ہے۔ اس کلام کے مقابلے میں دنیا کا ہر کلام بے معنی ہو جاتا ہے۔ دنیا میں بسنے والا ہر انسان چاہے وہ جتنی بھی فصاحت و بلاغت کا دعویٰ کرنے والا ہو، کلام اللہ کا مقابلہ کسی صورت نہیں کر سکتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا تو اہلِ عرب جو ساری دنیا میں فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، ششدر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں نہ تو کہیں تضاد ممکن ہے اور نہ ہی کوئی خطا کا تصور ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تاثیر دنیا و مافیہا کے ہر کلام سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبولِ اسلام کا واقعہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اور پر تاثیر ہونے کی دلیل ہے۔

آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات

تمام تر آسمانی کتب میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم تھی۔ تمام انبیا کرام علیہم السلام نے اپنی قوم کو اسی بات کی تعلیم دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اچھے اور نیک اعمال کی تلقین بھی تمام آسمانی کتب کا حصہ رہی ہے۔ ان کتب میں عقیدۂ آخرت کا درس اور انسان کو اپنی آخرت کی تیاری کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں کیا تھا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں ساری باتیں عبرت کی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعجب ہے اس شخص پر جسے موت کا یقین ہے پھر بھی وہ (برائی کر کے) خوش ہوتا ہے! تعجب ہے اس شخص پر جسے جہنم کا یقین ہے، پھر بھی وہ (گناہ کر کے) ہنستا ہے! اور تعجب ہے اس شخص پر جسے تقدیر پر یقین ہے پھر

بھی وہ (دنیا کے لیے) تھکتا ہے! اور تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کے انقلابات دیکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہوتا ہے! اور تعجب ہے اس شخص پر جسے حساب کا یقین ہے پھر بھی وہ نیک عمل نہیں کرتا برے کام کرتا ہے۔(صحیح ابن حبان: 361)

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ (سورۃ الاعلیٰ: 14-19)

ترجمہ: ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے پاکیزگی اختیار کی۔ اور جس نے اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز ادا کی۔ مگر تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالاں کہ آخرت بہت بہتر اور (ہمیشہ) باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں۔''

پس ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابوں پر اپنا کامل یقین رکھیں۔ مگر چوں کہ پچھلی کتابیں تحریف کا شکار ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ہدایت کا ذریعہ قرآن مجید کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہم قرآن مجید کی تعلیمات پر سختی سے عمل پیرا ہوں اور اس کے اصولوں کو اپنے لیے ضابطۂ حیات بنائیں، تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ ایمان بالکتب سے مراد ہے:

(الف) ہر مذہبی کتاب پر یقین رکھنا
(ب) قرآن مجید پر یقین رکھنا
(ج) تمام آسمانی کتب پر یقین رکھنا
(د) تمام اسلامی کتب پر یقین رکھنا

۲۔ آسمانی کتب نازل کرنے کا مقصد تھا:

(الف) انسان کو محنت کا درس دینا
(ب) انسان کو دنیا کا حاکم بنانا
(ج) انسان کو ہدایت کا راستہ دکھانا
(د) انسان کو فرشتوں پر فضیلت دینا

۳۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس بات کی سب سے زیادہ تبلیغ کی؟

(الف) صبر و تحمل کا
(ب) اتفاق و اتحاد کا
(ج) اخوت و رواداری کا
(د) ایک اللہ کی عبادت کا

۴۔ قرآن مجید کی کون سی صفت سے متاثر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا؟

(الف) ابدی و لافانی تعلیمات والا کلام
(ب) مکمل ضابطۂ حیات رکھنے والا کلام
(ج) پر تاثیر اور فصاحت و بلاغت والا کلام
(د) مشرکین کی بداعمالیاں بیان کرنے والا کلام

۵۔ تمام آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات میں سے سب سے نمایاں ہیں:

(الف) توحید اور آخرت (ب) نماز پنجگانہ اور روزہ (ج) حج اور زکوۃ و عشر (د) جہاد اور غزوات

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں تھیں:

(الف) علم کی باتیں (ب) جنت و جہنم کی باتیں (ج) اجر و ثواب کی باتیں (د) عبرت کی باتیں

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ ایمان بالکتب سے کیا مراد ہے؟

۲۔ پچھلی آسمانی کتب کی مکمل پیروی کیوں ممکن نہیں؟

۳۔ آسمانی کتب کے نہ ہونے سے انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

۴۔ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت سے قبل دنیا کا کیا نقشہ تھا؟

۵۔ قرآن مجید کی فضیلت پر ایک آیتِ کریمہ کا ترجمہ تحریر کریں۔

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ ایمان بالکتب اور اس کی اہمیت پر تفصیلاً لکھیں۔

۲۔ آسمانی کتب کے نزول کے مقاصد اور دلائل پر روشنی ڈالیں۔

۳۔ آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے، وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- عقیدۂ آسمانی کتب سے متعلق سبق کے علاوہ معلومات تلاش کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔
- قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتب کی خصوصیات کا موازنہ کریں۔
- قرآن مجید کے مندرجہ ذیل مضامین کی نشاندہی کریں۔ کسی ایک سورۃ کا حوالہ تحریر کریں۔

مضامین	تخلیقِ کائنات کا ذکر	حیوانات کا ذکر	فلکیات کا ذکر	نباتات کا ذکر	جنات کا ذکر	ملائکہ کا ذکر
حوالہ سورۃ						

برائے اساتذہ کرام

- آسمانی کتب کی آفاقی اور ابدی تعلیمات کے موضوع پر مباحثے کا اہتمام کیا جائے۔
- کسی مہمان مقرر سے تقریر کا اہتمام کیا جائے تاکہ طلبہ کا اس بات پر یقین پختہ ہو سکے کہ گزشتہ آسمانی کتب کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قرآن مجید ہی واحد آخری آسمانی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے مکمل طور پر محفوظ ہے۔

آخرت پر ایمان

حاصلاتِ تعلّم

آخرت، برزخ، حشر نشر، میزان، شفاعت، حوض کوثر، جنت، جہنم کے بارے میں جان کر اس پر ایمان پختہ کر سکیں۔ حیات بعد الموت کی کامیابی کو مقصد قرار دیتے ہوئے اس کی تیاری کر سکیں۔

علم

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عقیدۂ آخرت کے جامع تعارف اور اس کے عقلی و نقلی دلائل سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- برزخ، حشر نشر، میزان، پل صراط، شفاعت اور حوض کوثر کے تصورات کو سمجھ سکیں۔
- جنت اور جہنم کی زندگی کا موازنہ کر سکیں۔
- عملی زندگی میں عقیدۂ آخرت کی اہمیت اور اس کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- دنیا کے عارضی ہونے اور عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کر کے فکرِ آخرت کو اپنی زندگی کا اولین مقصد بنا سکیں۔
- عقیدۂ آخرت کے تناظر میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے والے اور برائیوں سے اجتناب کرنے والے بن کر حصول شفاعت کی کوشش کر سکیں۔

تعارف

تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر اپنے دنیا میں کیے گئے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا اور اس کے مطابق اللہ تعالیٰ اسے سزا و جزا دیں گے۔ یہ عقیدہ اسلام میں عقیدۂ آخرت کہلاتا ہے اور اسلام میں اس عقیدے پر یقین رکھنا ایمان کا اہم حصہ ہے۔ لفظ آخرت کا معنی ہے "بعد میں آنے والی چیز"۔ اس عقیدے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(سورۃ الجاثیہ: 26)

ترجمہ: "آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرما دیجیے کہ اللہ ہی تمھیں زندگی عطا فرماتا ہے پھر وہی تمھیں موت دے گا پھر وہی تمھیں قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

موت کے بعد ہر انسان کو مختلف مراحل سے گزرنا ہوگا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

برزخ

موت کے بعد انسان قیامت آنے تک جس مرحلے میں رہتا ہے، اسے برزخ کہا جاتا ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کے روح قبض کرنے کے بعد انسان کی روح عالمِ برزخ میں پرواز کر جاتی ہے۔ نیک اعمال کرنے والے برزخ میں بھی آرام و سکون میں رہیں گے، جبکہ بداعمال لوگوں کے لیے عالمِ برزخ میں ہی تکالیف کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

یومِ قیامت

یہ دنیا جو اپنی آب و تاب کے ساتھ قائم ہے، ایک دن ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ حکم کرے گا اور دنیا اور اس میں بسنے والی ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ عالمِ برزخ سے تمام روحوں کو قیامت کے میدان میں اکٹھا کیا جائے گا اور حساب و کتاب کا عمل شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ میزانِ عدل قائم کریں گے جس پر ہر انسان کے ہر عمل کو تولا جائے گا۔ ایک پلڑے میں نیکیاں اور دوسرے میں اس کی برائیاں رکھ کر تولی جائیں گی۔ اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو انسان کے لیے جنت لکھ دی جائے گی اور اگر برائیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو اس کے لیے جہنم لکھ دی جائے گی۔ اس متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (سورۃ الانبیاء: 47)

ترجمہ: ''اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اسے (بھی) لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔''

حوضِ کوثر

قیامت کے دن جہاں انسان گرمی کی شدت کی وجہ سے سخت پیاس میں مبتلا ہوگا، وہاں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو حوضِ کوثر عطا فرمائیں گے۔ ساقیٔ کوثر ﷺ اس حوض سے اپنی اُمت کے پیاسے لوگوں کو جام پلائیں گے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر اور پیالے ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں، جو انسان اس سے پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس سے پی کر جانے والا انسان ہمیشہ سیراب رہے گا''۔ (صحیح مسلم: 400)

شفاعتِ رسول ﷺ

قیامت کے دن جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر کوئی اپنے حساب کی فکر میں ہوگا حتیٰ کہ ماں بھی اپنی اولاد کو نہ پہچانے گی۔ گرمی کی شدت ہوگی اور کچھ لوگ اپنے ہی پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے۔ اس وقت لوگ بے قرار ہو کر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کریں گے۔ مگر سب انبیاء کرام علیہم السلام ان سے یہی کہیں گے کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے پاس جاؤ۔ اس عالم میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ایک ایسی شخصیت ہوگی جو سب کی ڈھارس بندھائے گی اور گناہگاروں کے لیے امید کا باعث بنے گی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شافعِ محشر ﷺ اپنی اُمت کے گناہ گار لوگوں کی شفاعت طلب فرمائیں گے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب! شفاعت کیجیے، آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ ﷺ

فرمائیں گے "میری اُمت! میری اُمت!"۔ اس پر حکم ہوگا کہ جائیں اور جہنم سے نکال لائیں جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ (صحیح بخاری:7072)

پل صراط

> **ارشادِ باری تعالیٰ**
>
> اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ
>
> ترجمہ: "کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمھیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تمھیں ہمارے پاس واپس نہیں لایا جائے گا؟" (سورۃ المومنون:۱۱۵)

پل صراط جہنم کے اوپر واقع ایک نہایت باریک اور تیز دھار پل ہے، جس کے اوپر سے ہر انسان کو گزرنا ہوگا۔ نیک اور صالح لوگ اس پل سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہایت آسانی سے گزر کر جنت تک پہنچ جائیں گے۔ جبکہ بداعمال لوگوں کے لیے یہ نہایت مشکل مرحلہ ہوگا۔ وہ اس باریک پل سے اوندھے منہ جہنم میں گر پڑیں گے۔ پل صراط کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنّم پر ایک پُل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اس پر لوہے کے کُنڈے اور کانٹے ہیں جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ اُسے پکڑیں گے۔ لوگ اُس سے گزریں گے، بعض پلک جھپکنے کی طرح، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض بہترین اور اچھے گھوڑوں اور اُونٹوں کی طرح (گزریں گے) اور فرشتے کہتے ہوں گے: "رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ" (یعنی اے پروردگار سلامتی سے گزار، اے پروردگار سلامتی سے گزار) بعض مسلمان نجات پائیں گے، بعض زخمی ہوں گے، بعض اُوندھے ہوں گے اور بعض منہ کے بل جہنّم میں گر پڑیں گے۔ (مسند احمد:24847)

جنت و جہنم

روزِ قیامت حساب و کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو اپنے وعدے کے مطابق جنت میں داخل کرے گا اور برے لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا جہاں انھیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہیں جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اُن کا کبھی خیال گزرا ہے (صحیح بخاری:3244)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بدکار لوگوں کے لیے جہنم کا ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ اس قدر سخت عذاب ہوگا کہ خود اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی اس سے پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

عقیدۂ آخرت کے عملی زندگی پر اثرات

عقیدۂ آخرت کے انسان کی عملی زندگی پر مرتب ہونے والے چند ایک اثرات درج ذیل ہیں:

احساسِ ذمہ داری: عقیدۂ آخرت پر پختہ یقین انسان کو ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔ جس سے وہ برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

جرأت و بہادری: عقیدۂ آخرت انسان میں جرأت و بہادری کا جذبہ پیدا کرتا ہے جس سے وہ برائیوں کے خلاف ڈٹ جاتا ہے۔

صبر و تحمل: عقیدہ آخرت پر پختہ ایمان رکھنے سے انسان تکلیفوں اور مصیبتوں میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

نیکی سے رغبت اور برائیوں سے نفرت: عقیدہ آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والا نیکیوں کی طرف راغب اور برائیوں سے متنفر ہو جاتا ہے۔ وہ جھوٹ سے نفرت اور سچ سے محبت کرتا ہے۔

مال سے رغبت کا خاتمہ: اس عقیدے پر ایمان رکھنے والے کی بے جا مال و دولت کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی سے مطمئن رہتے ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی آخرت کی تیاری کرتے رہیں اور اس دنیا کے عارضی ہونے کو اپنے ذہن میں رکھیں۔ اُخروی زندگی کے خوف سے اپنے اعمال درست رکھنے میں ہی ہماری نجات کا سامان ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ اپنے پیاروں کی موت دیکھ کر انسان کو احساس ہوتا ہے:

(الف) دکھ اور تکلیف کا　(ب) بیماریوں کا

(ج) اپنی کمزوریوں کا　(د) دنیا کی بے ثباتی کا

۲۔ موت کے بعد انسان کی روح پرواز کر جاتی ہے:

(الف) قبر میں　(ب) میدانِ حشر میں

(ج) عالمِ برزخ میں　(د) جنت یا جہنم میں

۳۔ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرمائیں گے:

(الف) امت کے نیکوکاروں کی　(ب) امت کے گناہگاروں کی

(ج) تمام امتِ مسلمہ کی　(د) تمام بنی نوع انسانوں کی

۴۔ عقیدۂ آخرت پر عمل کرنے سے زندگی پر اثر پڑتا ہے:

(الف) محنت کرنے کا شوق بڑھتا ہے　(ب) دنیا میں کامیابی کا جذبہ بڑھتا ہے

(ج) زندگی سے جی اکتا جاتا ہے　(د) نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

۵۔ حوضِ کوثر سے پینے کے بعد لوگوں پر کیا اثر ہوگا؟

(الف) ہمیشہ کے لیے سیراب ہو جائیں گے　(ب) صغیرہ گناہ ختم ہو جائیں گے

(ج) پینے کی طلب بڑھ جائے گی　(د) کبیرہ گناہ ختم ہو جائیں گے

۶۔ پل صراط واقع ہے:

(الف) جنت کے اوپر　(ب) جہنم کے اوپر

(ج) عالمِ برزخ میں　(د) میدانِ قیامت میں

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ قرآن مجید میں آخرت کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

۲۔ دنیا میں موت دیکھنے سے انسان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

۳۔ برزخ کی زندگی سے کیا مراد ہے؟

۴۔ میزانِ عدل کسے کہتے ہیں؟

۵۔ ایک گناہ گار امتی کے لیے آخرت میں نبی کریم ﷺ کس طرح مدد فرمائیں گے؟

۶۔ عقیدۂ آخرت پر ایک حدیث کا ترجمہ تحریر کریں۔

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں عقیدۂ آخرت کا تصور تفصیلاً بیان کریں۔

۲۔ موت کے بعد انسان جن جن مراحل سے گزرتا ہے، ان کا تفصیل سے تذکرہ کریں۔

۳۔ اس بات کا جائزہ لیں کہ عقیدۂ آخرت پر پختہ یقین رکھنے سے انسان کی دنیاوی زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- عقیدۂ آخرت سے متعلق قرآن وحدیث سے معلومات تلاش کر کے کمرا جماعت میں پیش کریں۔
- عقیدۂ آخرت سے متعلق مستند دینی کتب کا مطالعہ کریں اور مذکورہ موضوعات کے حوالہ جات تحریر کریں۔
- جنت اور جہنم کی زندگی کا موازنہ پر مبنی چارٹ بنائیں، جس میں ان کے نام، وسعت، ملائکہ کے نام، دروازوں کی تعداد وغیرہ کا ذکر ہو۔

عالمِ برزخ	عالمِ حشر	جنت یا جہنم	عالمِ دنیا	عالمِ ارواح	بطنِ مادر

برائے اساتذہ کرام

- کسی مہمان مقرر سے گفتگو کا اہتمام کریں کہ ہم کن اعمال کی بدولت قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے حقدار ہو سکتے ہیں۔
- حوضِ کوثر کا تذکرہ سورہ کوثر اور دیگر بہت سی احادیث کی روشنی میں تفصیلاً بیان کریں اور جماعت میں کوئز مقابلے کا اہتمام کریں۔

عبادات

فلسفۂ نماز

حاصلاتِ تعلّم

نماز کے فلسفے اور اس کی معاشرتی اہمیت و اثرات کو سمجھتے ہوئے نماز کی پابندی کر سکیں۔ نیز اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:
• نماز کی اہمیت، فلسفے اور احکام کو سمجھ سکیں۔	• عملی زندگی میں نماز باجماعت کی پابندی کر سکیں۔
• نماز میں خشوع و خضوع اور اخلاص کی اہمیت کا ادراک کر سکیں۔	• خشوع و خضوع اور اخلاص کے ذریعے تزکیہ نفس کر سکیں۔
• نماز کے روحانی و جسمانی فوائد اور معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔	

اہمیت

"نماز" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں دعا۔ نماز شبِ معراج کے موقع پر مسلمانوں پر فرض کی گئی۔ ہر مسلمان مرد اور عورت پر دن میں پانچ مرتبہ نماز فرض ہے۔ قرآن و حدیث میں نماز کا کثرت سے ذکر اس کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اسلامی نظامِ عبادات میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ (سورۃ البقرہ:43)

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

نبی اکرم ﷺ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ نمازِ تہجد، نمازِ اشراق اور نمازِ چاشت کا بھی اہتمام فرماتے اور پھر خاص مواقع پر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار کے لیے نماز ہی کو ذریعہ بناتے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے۔ نماز کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت اُمّت کو جن چیزوں کی وصیت فرمائی ان میں سے ایک نماز ہے۔ حتٰی کہ آخری الفاظ جو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر بار بار آتے تھے وہ یہی تھے کہ نماز کو لازم پکڑو اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ (سنن ابوداؤد، حدیث:۵۱۵۶)۔ نماز کی پابندی کرنا ایک نہایت بابرکت اور افضل عمل ہے، جس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے ساتھ ساتھ بے شمار فضیلتیں ملتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "نماز کو اس کے مقررہ وقت پر پڑھنا۔" (صحیح مسلم:85)

فلسفہ نماز

اسلام کے تمام تر قوانین اور تعلیمات کے پیچھے کئی فلسفے ہیں جن کی وجہ سے انہیں نافذ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بعض فلسفوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح عبادات میں سب سے اہم عبادت نماز میں بھی اللہ تعالیٰ نے کئی فلسفے رکھے ہیں۔ کئی ایسی حکمتیں اور راز ہیں جو نماز قائم کرنے کے پیچھے پوشیدہ ہیں۔ نماز کے ان فلسفوں میں سے سب سے اہم فلسفہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (سورۃ طٰہٰ:14)

ترجمہ: "اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

> **ارشادِ باری تعالیٰ**
>
> قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
>
> الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝
>
> ترجمہ: "یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں"
>
> (سورۃ المومنون:2-1)

نماز ادا کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہی نماز کا اصل فلسفہ ہے اور یہی وہ اصول ہے جو انسان کو تمام تر مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔ نماز انسان کے لیے ایک ایسا ذریعہ بنا دیا گیا ہے جو اسے ان تمام مسائل سے نجات دلا کر اسے خالق کی یاد سے جوڑ دیتی ہے۔ نماز ہی سے انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نماز کا ایک فلسفہ انسان کو برائی سے روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود ارشاد فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ نمازی جب نماز ادا کرنے کے لیے تکبیر بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ پھر نماز کے دوران روزِ قیامت کا اقرار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا کرتا ہے۔ یوں انسان جب نماز کو اپنی زندگی کا ایک لازمی حصہ بنالیتا ہے تو اس کا دل برائیوں سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے جڑ جاتا ہے۔ یہی وہ یاد ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کے ہر امتحان میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔

نماز میں خشوع و خضوع اور اخلاص

اسلام میں نماز محض چند افعال کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسی جامع عبادت ہے جو انسان کے دل کو اپنے پروردگار کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔ حدیثِ پاک میں اسے مومن کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ اسی صورت ممکن ہے اگر نماز خشوع خضوع اور اخلاص کے ساتھ ادا کی جائے اور انسان دنیا کی سوچوں سے آزاد ہو کر اپنا قبلہ اپنے رب کی طرف کرے۔ نماز صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ادا کی جائے، اس میں ریاکاری اور دکھاوے کا کوئی بھی پہلو نہ ہو۔ اگر نماز سے اخلاص خالی ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجۂ قبولیت نہیں پاتی کیونکہ ہر عمل کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔ اگر نیت ہی خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے، تو چاہے جتنا بھی لمبا قیام ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس متعلق ارشاد فرمایا کہ "کتنے ہی قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں نماز میں سوائے تھکاوٹ اور مشقت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا" (سنن ابن ماجہ:169)۔ اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا طرزِ عمل بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نماز کے دوران اس قدر پرسکون اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن ہوتے کہ اگر کوئی چڑیا بھی اوپر بیٹھ جاتی تو انہیں خبر نہ ہوتی۔

جسمانی اور روحانی فوائد

نماز میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار دینی اور دنیوی فوائد رکھے ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

گناہوں اور برائیوں سے نجات: نماز پڑھنے سے انسان کا دل گناہوں اور برائیوں سے بے زار ہو جاتا ہے۔ نہ صرف نماز انسان کے لیے برائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، بلکہ یہ انسان کو کئی بلاؤں اور پریشانیوں سے بھی نجات دلاتی ہے۔

رزق اور صحت میں برکت: نماز رزق میں فراوانی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ کئی ایسی بیماریاں اور پریشانیاں ہیں جو نماز سے ٹل جاتی ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز میں شفاء ہے (مسند احمد: 390)۔

شیطان سے حفاظت: نماز ہی قہرِ الٰہی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ نماز انسان کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب تک انسان نماز کی پابندی کرتا ہے، شیطان اُس سے دور رہتا ہے۔ جیسے ہی انسان نماز ترک کر دیتا ہے، شیطان اسے اپنے جال میں جکڑ لیتا ہے۔

جہنم سے نجات: نماز مسلمان کے لیے جہنم سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ نماز کی پابندی کرنے والے شخص کے لیے جہنم سے نجات کی بشارت ہے۔

جسمانی و ذہنی تازگی: اس کے ساتھ ساتھ نماز انسان کو دنیا میں ہی کئی فیوض و برکات سے نواز دیتی ہے۔ انسان جب نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اس سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اس کا جسم تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ اس سے ذہن کو تازگی ملتی ہے اور انسان کا دل و دماغ تقویت پاتے ہیں۔

معاشرتی فوائد و اثرات

نماز ایک بدنی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معاشرتی عبادت بھی ہے۔ تنہا نماز پڑھنے کی بجائے مسلمانوں کو مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے نہ صرف اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے، بلکہ کئی ایسے معاشرتی فوائد ہیں جو اس سے جڑے ہیں۔ مسلمان جب نماز کے لیے مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے حالات سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ یوں یہ ایک دوسرے کے حال سے واقف رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا ایک ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نماز معاشرے کے تمام فرق، ذات پات اور ناچاقیاں مٹانے کا بھی ایک ذریعہ ہے اور آپس میں اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔ مسجد میں جب نماز کے لیے مسلمان جمع ہوتے ہیں تو ان میں بڑے، چھوٹے، امیر غریب کا فرق مٹ جاتا ہے۔ تمام مسلمان ایک صف میں کندھے سے کندھا ملا کر اپنے اتحاد کا اعلان کرتے ہیں اور اس سے آپس کی نااتفاقی مٹانے میں بھی مدد ملتی ہے۔ پس ہم پر لازم ہوتا ہے کہ ہم ہر کام پر نماز کو فوقیت دیں اور اس کے فلسفے کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس کو زندگی کا حصہ بنائیں۔ اسی سے ہماری حقیقی فلاح ممکن ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ نماز ذریعہ ہے:

(الف) دولت کمانے کا (ب) برائیوں سے بچنے کا (ج) لوگوں میں نیکیاں ظاہر کرنے کا (د) دنیا میں مقام بنانے کا

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت اُمّت کو وصیت فرمائی:

(الف) صبر کی (ب) شکر کی (ج) زکوٰۃ کی (د) نماز کی

۳۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل ہے:

(الف) وقت پر نماز پڑھنا (ب) اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرنا (ج) حاجیوں کی مدد کرنا (د) نفلی روزے رکھنا

۴۔ نماز کا اصل فلسفہ ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول (ب) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام

(ج) اتحاد و یگانگت کا عملی مظاہرہ (د) نیکی و پرہیزگاری کا مظاہرہ

۵۔ قرآن مجید کے مطابق وہ لوگ مراد کو پہنچے:

(الف) گڑگڑا کر نماز پڑھنے والے (ب) لمبے سجدوں والی نماز پڑھنے والے

(ج) آدھی رات کو نماز پڑھنے والے (د) چھپ کر نماز پڑھنے والے

۶۔ ایک صف میں باجماعت نماز پڑھنے سے اظہار ہوتا ہے:

(الف) برابری و مساوات کا (ب) فخر اور بڑائی کا (ج) رحم دلی اور خدا ترسی کا (د) وقت کی پابندی کا

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حضور ﷺ کن کن موقعوں پر نماز ادا کرتے؟

۲۔ نماز کس طرح انسان کو برائیوں سے روکتی ہے؟

۳۔ نماز میں اخلاص سے متعلق نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۴۔ نماز کس طرح سے انسان کو شیطان سے بچاتی ہے؟

۵۔ نماز معاشرے سے ذات پات اور نااتفاقیوں کو ختم کرنے کا کس طرح ذریعہ ہے؟

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ نماز کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلاً تحریر کریں۔

۲۔ اسلامی طرزِ زندگی میں نماز کے فلسفے پر مفصل طور پر تحریر کریں۔

۳۔ نماز میں اخلاص کی کیا اہمیت ہے؟ نیز نماز سے حاصل ہونے والے فوائد و معاشرتی اثرات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نماز کے احکام اور مسائل اپنے استاد، گھر والوں یا اپنے علما کرام سے سیکھیں اور ان پر عمل کریں۔
- نماز باجماعت کی پابندی کرنے کے لیے آپ کون کون سی تدابیر اپناتے ہیں، تحریر کریں۔
- نماز باجماعت کے ذریعے مندرجہ ذیل میں سے آپ نے کون سی صفات و اثرات محسوس کیے، نشاندہی کریں۔

وقت کی پابندی	نظم و ضبط	خشوع و خضوع	عاجزی	اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس ہونا	مساوات	جسمانی چستی

برائے اساتذہ کرام

- نماز کے احکام و مسائل اور شرائط و واجبات سمجھانے کے لیے طلبہ کو مستند کتب کے مطالعے کی ترغیب دلائیں۔
- نماز بے حیائی اور برائی سے روکنے میں کیسی مددگار ہوتی ہے۔ اس موضوع پر تقریر کا اہتمام کریں۔
- نماز میں خشوع و خضوع اور اخلاص حاصل کرنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات پر مذاکرے کا اہتمام کریں۔

فلسفۂ زکوٰۃ وصدقات

حاصلاتِ تعلّم

زکوٰۃ وصدقات کی حکمتوں اور فلسفے کے بارے میں جان سکیں، اہم مسائل وآداب سمجھ سکیں اور صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اس پر عمل کر سکیں۔

علم

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- زکوٰۃ کی فرضیت اور حکمتوں کو جان سکیں۔
- عشر اور خمس کے متعلق جان سکیں۔
- زکوٰۃ کے احکام ومسائل، آداب اور عاملین زکوٰۃ کی تحدید کو سمجھ سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر اور خمس کی حکمت اور فضائل سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ وصدقات کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اپنے گھر والوں، بزرگوں یا علماء کی مدد سے زکوٰۃ کا حساب کر سکیں۔
- زکوٰۃ وصدقات کو مستحقین تک پہنچانے کا ذریعہ بن سکیں۔
- صدقات ورفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بن سکیں۔

زکوٰۃ کی فرضیت وحکمت

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مسلمانوں پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ۲ ہجری میں آیا۔ زکوٰۃ کا شمار اسلام کی اہم ترین عبادات میں سے ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں قرآن مجید میں کئی آیات موجود ہیں۔ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (سورۃ التوبہ: 103)

ترجمہ: ”آپ (خاتم النبیین ﷺ) ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے تاکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) انھیں پاک کریں اور اس کے ذریعہ ان کا تزکیہ کریں“۔

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے جو مال کو پاک کر دیتی ہے۔ زکوٰۃ دینے سے مال کم ہونے کی بجائے اس میں برکت اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد معاشرے میں دولت کا توازن برقرار رکھنا ہے۔ شریعت نے زکوٰۃ کی تحصیل اور تقسیم کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد کی ہے تاکہ اجتماعی عبادات میں نظم اور باقاعدگی پیدا ہو۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر سخت وعید کا اعلان کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (سورۃ التوبہ: 35)

ترجمہ: ”جس دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے اُن کی پیشانیاں داغی جائیں گی اور اُن کے پہلو اور اُن کی پیٹھیں (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اب (اس کا) مزہ چکھو جو تم جمع کیا کرتے تھے“۔

عشر

عشر کے لغوی معنی ہیں دسواں حصہ۔ جبکہ اسلامی اصطلاح میں عشر سے مراد زرعی زمین کی پیداوار کا وہ دسواں حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ عشر کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں۔ زمین کی پیداوار چاہے کم ہو یا زیادہ، اس پر عشر دینا واجب ہے۔ عشر سال بھر میں کاشت کی جانے والی تمام فصلوں کی پیداوار پر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی مالی عبادت ہے جو اسلام سے پہلے کی امتوں پر بھی فرض تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

> جو کھیت بارش یا نہر، نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں دسواں حصہ عشر دینا واجب ہے اور جو کھیت چرخے، ڈول، نل، ٹیوب ویل یا پانی مشین وغیرہ سے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ عشر دینا واجب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ (سورۃ البقرہ:267)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! عمدہ چیزوں میں سے خرچ کیا کرو جو تم نے کمائی ہیں اور اُس میں سے جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا ہے“۔

خمس

خمس کے لغوی معنی ہیں پانچواں حصہ۔ جبکہ اسلامی اصطلاح میں مسلمانوں کا دورانِ جنگ دشمن پر غلبہ پا کر حاصل کیا جانے والا مال، جو کہ مالِ غنیمت کہلاتا ہے، اس مالِ غنیمت کے پانچویں حصے کو خمس کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ معدنیات اور کانوں کے دفینوں میں سے نکالے جانے والے مال پر بھی خمس ادا کیا جاتا ہے۔

احکام و مسائل

زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔ جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو، یا نقدی یا مالِ تجارت جو کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے صاحبِ نصاب ہونے کے ساتھ ساتھ عاقل اور بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ مزید یہ کہ اس مال پر جب ایک سال گزر جائے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ زکوٰۃ صرف ان لوگوں یا ان جگہوں پر دی جاسکتی ہے جن کی اجازت قرآن مجید میں ہمیں دی گئی ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (سورۃ التوبہ:60)

ترجمہ: ”بے شک زکوٰۃ تو (صرف) فقرا اور مسکینوں اور اس (کی تحصیل و تقسیم) پر مامور کارکنان اور (ان کے لیے ہے) جن کی تالیف قلب (مطلوب) ہو اور غلاموں کی آزادی میں اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔“

ان کو مصارفِ زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں:

1. فقیر: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو، مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے۔
2. مسکین: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے بھی لوگوں سے سوال کا محتاج ہو۔
3. عامل: وہ اشخاص جنھیں حکومت نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔

4. مولفۃالقلوب: اس سے مراد وہ نومسلم ہیں جو ابھی مسلمان ہوئے ہوں اُن کی تالیفِ قلب کے لیے زکوٰۃ کے مال سے مدد کی جاسکتی ہے۔

5. رقاب: رِقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا، لیکن آج کے دور میں غلامی کا تصور ختم ہوچکا ہے۔اس لیے اس مدّ میں رقم صرف کرنے کی نوبت نہیں آتی ہے۔

6. غارم: غارم سے مراد مقروض ہے، یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔

7. فی سبیل اللہ: فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرنا، مثلاً دین کی سربلندی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

8. ابن السبیل: ابن السبیل سے مراد مسافر ہے۔ مسافر کے پاس اگر مال ختم ہو جائے تو اس کو بھی زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے اگرچہ اس کے پاس اس کے اپنے وطن میں مال موجود ہو۔

آدابِ عاملینِ زکوٰۃ

عاملینِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ کے مال میں سے اجرت یا معاوضہ دیا جاسکتا ہے۔ یہ واحد مصرفِ زکوٰۃ ہے جس کا فقیر و مسکین ہونا ضروری نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی اجرت متوازن ہو۔ لیکن عاملینِ زکوٰۃ سے مراد بیت المال کا نگران عملہ نہیں ہے بلکہ وہ لوگ جو دور دراز سے زرعی پیداوار اور مویشیوں کی زکوٰۃ وصول کرتے ہیں اور اسے حفاظت کے ساتھ بیت المال تک پہنچاتے ہیں۔

حکمت و فضائل

اسلام میں فرض کردہ ہر عبادت کے پیچھے بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ زکوٰۃ کو اگر دیکھا جائے تو اس میں بھی کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر زکوٰۃ مال اور نفس، دونوں کے تزکیہ کا باعث ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے آدمی کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے دل میں مال کی محبت کم ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اس کی مرضی کے کام انجام دینے اور اس کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے غریبوں کی امداد ہوتی ہے۔ معاشرے میں بھائی چارہ، ایثار، ہمدردی اور غم گساری کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ امیروں اور غریبوں کے درمیان خلیج کم ہوتی اور باہمی تعاون بڑھتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی معاشیات کا بنیادی اصول اور اہم ترین وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں مال صرف مال داروں کے درمیان محصور ہو کر نہیں رہتا، بلکہ وہ غریبوں تک بھی پہنچتا ہے اور اس کی گردش پورے معاشرے میں جاری رہتی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ ادا کرنے سے غریب اور ناچار لوگوں کی دعائیں ملتی ہیں، جس سے انسان نہ صرف اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ نوازتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ

ارشادِ باری تعالیٰ

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

ترجمہ: اور میری رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے تو عنقریب میں اس (رحمت) کو لکھ دوں گا ان لوگوں کے لیے جو پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں"۔ (سورۃ الاعراف: 156)

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

ا۔ زکوٰۃ دینے سے مال پر کیا اثر پڑتا ہے؟

(الف) کم ہو جاتا ہے (ب) پاک ہو جاتا ہے (ج) متوازن ہو جاتا ہے (د) ختم ہو جاتا ہے

۲۔ زکوٰۃ کا اوّلین مقصد ہے:

(الف) معاشرے میں مال کا توازن برقرار رکھنا (ب) مالداروں سے زبردستی مال نکلوانا

(ج) سب غریبوں اور مسکینوں کو مالدار کرنا (د) حکومتی کام چلانے کے لیے مال جمع کرنا

۳۔ عشر لاگو ہوتا ہے:

(الف) سونا چاندی پر (ب) زرعی پیداوار پر (ج) نقد مال و دولت پر (د) زرعی زمین پر

۴۔ وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے بھی لوگوں سے سوال کا محتاج ہو، کہلاتا ہے:

(الف) فقیر (ب) مسکین (ج) غارم (د) ابن السبیل

۵۔ درج ذیل میں سے کن لوگوں پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے:

(الف) مالدار (ب) عاقل (ج) بالغ (د) مسافر

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ عشر سے کیا مراد ہے؟

۳۔ زکوٰۃ کی فرضیت پر کوئی ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں۔

۴۔ مصارفِ زکوٰۃ میں عامل اور رقاب سے کیا مراد ہے؟

۵۔ زکوٰۃ کے فضائل پر کوئی ایک حدیثِ مبارکہ بیان کریں۔

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ زکوٰۃ و عشر کی اہمیت و فضیلت تفصیلاً تحریر کریں۔

۲۔ زکوٰۃ کی حکمت تفصیلاً تحریر کریں۔ نیز زکوٰۃ کے نصاب اور مصارف پر روشنی ڈالیں۔

۳۔ زکوٰۃ و عشر کس طرح معاشرے کی معیشت پر اثر انداز ہوتے ہیں، وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ اپنے گھر والوں، بزرگوں یا علماء کی مدد سے زکوٰۃ کا حساب کریں۔
- زکوٰۃ کے علاوہ فقرا و مساکین کی مدد کرنے کے دیگر طریقے اپنی نوٹ بک میں لکھیں۔
- زکوٰۃ و عشر کی حکمتیں تلاش کریں اور کمرا جماعت میں ساتھیوں کو بتائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- زکوٰۃ و صدقات غربت ختم کرنے اور معاشی توازن قائم رکھنے میں کیسے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر کمرا جماعت میں مباحثہ کا اہتمام کریں۔
- پاکستان میں حکومتی سطح پر زکوٰۃ اور عشر جمع کرنے اور اس کی تقسیم کے نظام کو سمجھانے کے لیے کسی پیشہ ور شخصیت کے ساتھ مذاکرے کا اہتمام کیا جائے۔
- طالبین زکوٰۃ کی شرائط اور احکام کے بارے میں مزید کتب کے مطالعے کا اہتمام کیا جائے۔

فلسفۂ صوم

حاصلاتِ تعلّم

روزے کا مقصد، اہمیت و فضیلت اور ماہِ رمضان میں نبی کریم ﷺ کے معمولات سے واقفیت حاصل کر کے انھیں اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

علم

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- روزہ کا فلسفہ، فرضیت، فضیلت، احکام و مسائل (ادا، قضا، کفارہ اور فدیہ) اور اقسام کو سمجھ سکیں۔
- رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون اعمال مثلاً قیام اللیل، کثرتِ صدقات، تلاوت قرآن، مسنون دعائیں، اعتکاف، شبِ قدر اور فطرانہ کی حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- عملی زندگی پر روزہ کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- آداب کے ساتھ روزہ رکھ کر تقویٰ اور صبر جیسی صفات اپنانے والے بن سکیں۔
- رمضان المبارک کے مسنون اعمال (تلاوت قرآن، اعتکاف، صدقہ و خیرات اور فطرانہ) وغیرہ کا اہتمام کرنے والے بن سکیں۔

مفہوم

اسلام نے مختلف عبادات مسلمانوں پر فرض کی ہیں۔ ان میں سے ایسی ہی ایک عبادت روزہ ہے۔ روزے کو عربی زبان میں صوم کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں "کسی چیز سے رکنا"۔ یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور فرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ ماہِ رمضان میں روزے کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر ممنوع افعال سے رک جانا روزہ کہلاتا ہے۔ روزہ رکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق صبح صادق سے قبل کھانا کھایا جاتا ہے، جسے سحری کہا جاتا ہے۔ جبکہ غروبِ آفتاب کے وقت کچھ کھا پی کر روزہ کھولا جاتا ہے، جسے افطار کہا جاتا ہے۔ ماہِ رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں بھی روزے رکھے جا سکتے ہیں جو کہ ایک مسنون اور اجر و ثواب سے بھرپور عمل ہے۔

فرضیت و فضیلت

اسلام میں روزہ ۲ ہجری میں فرض ہوا۔ جبکہ یہ ایک ایسی عبادت ہے جو اسلام سے پہلے دیگر امتوں پر بھی فرض کی گئی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورۃ البقرہ: 183)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم (نافرمانی سے) بچ سکو۔"

روزے کا بنیادی مقصد حصولِ تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہِ رمضان کے روزوں سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انسان کا نیک عمل دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک، اور آگے جتنا اللہ چاہے، بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: روزہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔" (سنن ابن ماجہ: 1638)

روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے (سنن نسائی: 2230)

روزے کا فلسفہ

روزہ محض بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر برے کام سے رک جانے کا نام ہے۔ وہ تمام اعمال جو عام دنوں میں ہمارے لیے جائز ہیں، ہم روزے کی حالت میں ان سے بھی رک جاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف نفس پر قابو پانے کا درس ملتا ہے، بلکہ محبتِ الٰہی کا اظہار ہوتا ہے۔ روزے کے دوران فضول بات چیت، جھوٹ بولنا، غیبت و چغلی کرنا، نماز کی پابندی نہ کرنا اور دیگر گناہوں سے باز رہنا بھی ضروری ہے۔ یاد رہے کہ یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوں، اس میں ریاکاری اور دکھاوے کا عنصر نہ ہو۔ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی جھوٹی (بُری) بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری: 1903)

> **روزے کے احکام و مسائل**
>
> **روزے کی اقسام**
>
> ۱۔ رمضان کا روزہ، ۲۔ نذر معین کا روزہ، ۳۔ نفلی روزہ
>
> **روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ**
>
> روزہ توڑنے کی قضا لازم ہے، لیکن بلا عذرِ شرعی رمضان کا روزہ توڑنے پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی ہے جو کہ ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔
>
> **روزے کا فدیہ:** روزہ رکھنے کی سکت نہ رکھنے والا روزہ کا فدیہ ادا کرتا ہے جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

رمضان المبارک کے اعمال

رمضان المبارک میں مسلمان دن کو روزہ رکھنے کے علاوہ رات کو قیام کرتے ہیں، جسے تراویح بھی کہا جاتا ہے۔ تراویح میں ذوق و شوق کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا بھی رمضان المبارک میں یہی معمول تھا کہ دن کو روزے کے ساتھ ساتھ رات کو دیر تک قیام فرماتے تھے۔ رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کا بہت اجر ہے۔ اس متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے"۔ (صحیح بخاری: 37)

اس کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں دیگر نیکی کے کاموں کا ثواب بھی ستر گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے مسلمان اس ماہِ مقدس میں صدقات و خیرات کا بھی اہتمام کرتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کے لیے سحر و افطار کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کا ایک خاص عمل اعتکاف ہے۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ مسلمان دس دن کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مسجد چلے جاتے ہیں جہاں وہ تلاوتِ قرآن مجید، قیام اللیل اور ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ماہِ رمضان میں عید کی نماز سے پہلے پہلے غریب اور نادار مسلمانوں کو صدقۂ فطر بھی دیا جاتا ہے۔ صدقۂ فطر دینے کا مقصد ان نادار مسلمانوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شامل کرنا ہوتا ہے۔

عملی زندگی پر اثرات

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو انسان کی زندگی پر کئی اثرات مرتب کرتی ہے۔ روزے سے انسان میں تقویٰ اور پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کی پیروی سے رک جاتا ہے اور صرف وہی اعمال کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ روزے کی حالت میں برائیوں سے رک جانا انسان کو دیگر ایام میں بھی برائیوں سے روکنے کا سبب بنتا ہے۔ روزہ انسان کے دل میں خوفِ خدا اور تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ روزہ انسان کے اندر اخلاص پیدا کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس انسان کو معاشرے کے غریب اور نادار لوگوں کا احساس دلاتی ہے۔ وہ لوگ جن کو سال بھر پیٹ بھر کے کھانا نہیں مل پاتا، انسان ان کا درد سمجھ پاتا ہے اور ان کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پورے اہتمام اور اخلاص کے ساتھ رمضان المبارک کے روزوں اور دیگر مسنون عبادات کا اہتمام کریں تاکہ ہم اس ماہِ مبارک کی خصوصی برکات حاصل کر سکیں اور اپنے لیے توشۂ آخرت کا انتظام کر سکیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ حدیث مبارکہ کی رو سے روزہ کس چیز سے ڈھال ہے؟

(الف) جہنم کی آگ سے　(ب) جنات کے شر سے

(ج) شیطان کے شر سے　(د) سستی اور کاہلی سے

۲۔ آیتِ قرآنی کی روشنی میں روزے کا سب سے بڑا مقصد ہے:

(الف) کھانے اور پینے سے پرہیز کرنا　(ب) اللہ تعالیٰ کے منع کیے کاموں سے رک جانا

(ج) غریبوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا　(د) نظم و ضبط اور وقت کی پابندی کرنا

۳۔ صدقۂ فطر دیا جاتا ہے:

(الف) ناداروں کو عید میں شامل کرنے کے لیے　(ب) روزے کا کفارہ ادا کرنے کے لیے

(ج) نفلی روزوں کی قبولیت کے لیے　(د) اجتماعی افطار کے اہتمام کے لیے

۴۔ روزہ کس طرح عبادات میں اخلاص پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے؟

(الف) روزہ دار تہجد گزار بن جاتا ہے۔　(ب) روزے کا حال لوگوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

(ج) روزہ بھوک اور پیاس کا احساس دلاتا ہے۔　(د) روزہ دار تمام بری عادات سے بچ جاتا ہے۔

۵۔ رمضان المبارک میں شبِ قدر بہت اہم ہے کیونکہ:۔

(الف) یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہوتی ہے۔ (ب) اس رات خاص روزہ رکھا جاتا ہے۔

(ج) اس رات فرشتے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ (د) اس رات صدقات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ اسلامی عبادات میں روزے کا بنیادی فلسفہ کیا ہے؟

۲۔ روزے کی کون کون سی اقسام ہیں؟

۳۔ روزہ ترک کرنے کے متعلق نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

۴۔ رمضان المبارک میں روزہ توڑنے کا کیا کفارہ ہے؟

۵۔ شب قدر کی کیا اہمیت ہے؟

۶۔ روزے کا فدیہ کب اور کیسے ادا کیا جاتا ہے؟

ج۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ روزے کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلاً تحریر لکھیں۔

۲۔ رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون اعمال اور ان کے مسائل پر روشنی ڈالیں۔

۳۔ رمضان المبارک کے اعمال اور روزے کے عملی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- روزہ کے احکام و مسائل (مفسدات، مکروہات) کی تفصیلات اپنے گھر، مساجد وغیرہ سے سیکھیں۔
- رمضان المبارک میں کیے جانے والے مسنون اعمال کی فہرست بنائیں اور ان اعمال کی فضیلت میں احادیث مبارکہ بھی جمع کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- روزہ سے تقویٰ کا حصول کیسے ہوتا ہے؟ اس موضوع پر مذاکرہ کا اہتمام کریں۔
- دیگر مذاہب میں روزے کے تصور اور تفصیلات کی معلومات مستند ذرائع سے حاصل کریں۔

فلسفۂ حج و قربانی

حاصلاتِ تعلّم

مناسکِ حج، آداب اور حکمتوں کے بارے میں جان کر، اسے دین کا بنیادی ستون سمجھتے ہوئے صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں حج کرنے والے بن سکیں۔

علم	صلاحیت
طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • حج کی فرضیت، حکمت اور فلسفے کو سمجھ سکیں۔ • حج کے احکام و مسائل (شرائط، مناسک، اقسام وغیرہ) جان سکیں۔ • قربانی کے فضائل، احکام اور مسائل سمجھ سکیں۔ • عملی زندگی پر حج کے انفرادی و اجتماعی اُثرات کا جائزہ لے سکیں۔	طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ: • صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں آداب کے ساتھ حج اور قربانی کرنے والے بن سکیں۔ • فلسفۂ حج کو سمجھتے ہوئے اجتماعیت کی روح کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

فرضیت و اہمیت

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے اور دین اسلام میں حج ہر صاحب استطاعت عاقل و بالغ مسلمان پر زندگی بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (سورۃ آلِ عمران:97)

ترجمہ: ”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔“

زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ حج کی ادائیگی ہر صاحبِ استطاعت مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور اس کے بعد جتنے بھی حج کیے جائیں گے ان کا شمار نفل حج میں ہوگا۔ جو شخص جان بوجھ کر اس سے کوتاہی کرے اس کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کو فریضۂ حج ادا کرنے میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری (یعنی سخت مرض) نہ روکے اور وہ پھر (بھی) حج نہ کرے اور (فریضۂ حج کی ادائیگی کے بغیر ہی) مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے)۔“ (سنن ترمذی:812)

حج کی حکمت اور فلسفہ

اسلام کی ہر عبادت میں انسانی فلاح کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ اسی طرح حج کی عبادت میں انسان کے تزکیہ اور آخرت کی تیاری کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

1. دنیاوی مشاغل (مال، اولاد، کاروبار) انسان کو اس کے رب سے دور رکھتے ہیں۔ حج کی ادائیگی کے لیے ان سبھی کو کچھ عرصہ تک چھوڑ کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔
2. اسلام میں ایثار و قربانی قربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ حج ایسا فریضہ ہے جو مالی اور بدنی قربانیاں چاہتا ہے۔ ظاہر ہے جب بندہ دو قربانیاں پیش کرنے پر راضی ہو جاتا ہے تو قربِ الٰہی کے دروازے بھی اس پر کھل جاتے ہیں۔
3. حج ہی ایسا فریضہ ہے جس کے ذریعہ دنیا بھر کے اہل ایمان ایک مقام پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کے دکھ درد کا علاج سوچ سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے قریب ہو سکتے ہیں۔
4. حج میں اسلامی مساوات کا نقشہ جس حسین انداز میں پیش کیا گیا ہے، دنیا بھر کے ادیان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ امیر و فقیر، شاہ و گدا ایک ہی لباس میں بارگاہ الٰہی میں حاضر نظر آتے ہیں۔
5. حج میں مختلف قوموں اور ملکوں کے مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت و محبت، تعارف اور رشتہ اتحاد پیدا ہوتا ہے۔
6. کسی عبادت میں کسی خاص لباس میں حاضری نہیں، مگر حج میں ایک خاص لباس پہن کر حاضری ہوتی ہے۔ یہ لباس ظاہری شکل و شباہت میں کفن جیسا ہے، تاکہ حاجی موت کو یاد کرے اور توبہ و استغفار کرے۔
7. اسلام کی روح، احکام و فرائض کی جان اور شریعت کی پابندی کی روح اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ سے عشق و محبت ہے۔ حج ایسی عبادت ہے جس میں انبیا کرام علیہم السلام کی سنت سے محبت اور عشق کا اظہار ہے۔ احرام کا لباس، بیت اللہ شریف کا طواف، صفا مروہ کی سعی، منیٰ، عرفات مزدلفہ کی وادیوں میں گھومنا، رمی جمار، قربانی، یہ سبھی امور عشق و محبت کے مظاہر ہیں۔

حج کی شرائط

فرضیتِ حج کی پانچ شرائط درج ذیل ہیں:۔

۱۔ مسلمان ہونا۔

۲۔ عاقل ہونا، پاگل مجنون پر حج فرض نہیں۔

۳۔ بالغ ہونا، نابالغ بچے پر حج فرض نہیں۔

۴۔ آزاد ہونا، غلام پر حج فرض نہیں۔

۵۔ حج کی استطاعت ہونا۔ استطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ حج محض ان افراد پر فرض ہے جو اس کی جسمانی و مالی استطاعت رکھتے ہوں۔ جبکہ عورت کے لیے شرعی محرم بھی لازم ہے، بغیر محرم کے اکیلے حج کے لیے جانا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حج کی اقسام

حج کی تین اقسام ہیں: (۱) حجِ قران (۲) حجِ تَمَتُّع (۳) حجِ اِفراد

۱۔ حجِ قران: حجِ قران ادا کرنے والا "قارِن" کہا جاتا ہے۔ اس میں عمرہ اور حج کا اِحرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے مگر عمرہ کرنے کے بعد قارِن احرام نہیں کھول سکتا، بلکہ بدستور احرام میں رہتا ہے۔ دسویں یا گیارہویں یا بارہویں ذُوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد "حَلْق" یا "قصر" کروا کے اِحرام کھول سکتا ہے۔

۲۔ حجِ تَمَتُّع: یہ حج ادا کرنے والا "مُتَمَتِّع" کہلاتا ہے۔ دوسرے ملکوں سے آنے والے عموماً حجِ تمتُّع ہی کرتے ہیں۔ اس میں آسانی یہ ہے کہ اس میں عمرہ تو ہوتا ہی ہے لیکن عمرہ ادا کرنے کے بعد "حَلْق" یا "قصر" کروا کے اِحرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر آٹھ ذُوالحجہ یا اس سے قبل دوبارہ حج کا اِحرام باندھا جاتا ہے۔

۳۔ حجِ اِفراد: حجِ اِفراد کرنے والے حاجی کو "مُفْرِد" کہتے ہیں۔ اس حج میں "عمرہ" شامل نہیں ہوتا۔ اس میں صرف حج کا "اِحرام" باندھا جاتا ہے۔ اہلِ مکّہ اور اہلِ حل یعنی میقات اور حُدُودِ حرم کے درمیان میں رہنے والے باشندے عموماً "حجِ اِفراد" کرتے ہیں۔

مسلمانوں پر ہجرت کے نویں سال حج فرض ہوا اور نبی کریم ﷺ نے سنہ ۱۰ ہجری میں حج کیا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس حج میں حج کے تمام مناسک کو درست طور پر کر کے دکھایا اور اعلان کیا کہ خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ یعنی اپنے مناسکِ حج مجھ سے لے لو (مسند احمد: 4430)۔ نیز اسی حج کے دوران میں اپنا مشہور خطبہ حجۃ الوداع بھی دیا اور اس میں دین اسلام کی اساسیات و قواعد واضح کیں اور دین کی تکمیل کا اعلان کیا۔

تلبیہ:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: "میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں، بے شک حمد اور نعمت تیرے ہی لیے ہے اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں"۔

احکام و مسائل

حج 8 ذی الحجہ سے 12 ذی الحجہ کے درمیان ادا کیا جاتا ہے اور ان پانچ دنوں کو ایامِ حج کہا جاتا ہے۔ انہی ایام میں حج کے تمام مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

- **8 ذالحجہ، منیٰ کی طرف روانگی:** میقات سے احرام باندھ کر حجاجِ کرام 8 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں نمازِ فجر ادا کر کے سورج نکلتے ہی منیٰ کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں۔ سفر میں تلبیہ کی کثرت کی جاتی ہے۔ منیٰ پہنچ کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے بعد رات یہیں قیام کرتے ہیں اور 9 ذی الحجہ کی نماز فجر بھی منیٰ میں ادا کرتے ہیں۔
- **9 ذی الحجہ، وقوفِ عرفات:** نمازِ فجر منیٰ میں ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے پر عرفات کی طرف روانگی ہوتی ہے اور عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں ظہر کے وقت ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ میدانِ عرفات میں اسی قیام کو وقوف عرفات کہتے ہیں جو حج کا سب سے اہم رکن ہے۔
- **وقوفِ مزدلفہ:** اس دن غروب آفتاب کے وقت عازمین مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ مزدلفہ میں نمازِ عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ رات مزدلفہ میں ہی قیام ہوتا ہے۔
- **10 ذی الحجہ، منیٰ روانگی:** فجر کی نماز کے بعد مزدلفہ میں توقف کرنا واجب ہے۔ بعدازاں عازمین منیٰ کو روانہ ہوتے ہیں۔ منیٰ پہنچ کر حجاج کرام کو تین واجبات بالترتیب ادا کرنے ہوتے ہیں، جن میں بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور سر منڈوانا شامل ہیں۔

- **طوافِ زیارت اور سعی:** حجاج کرام احرام کھولنے کے بعد مکہ مکرمہ میں چوتھا رکن طوافِ زیارت ادا کرتے ہیں۔ یہ حج کے فرائض میں شامل ہے اور 12 ذی الحجہ کا آفتاب غروب ہونے تک جائز ہے۔ طواف زیارت کے بعد صفاو مروہ کی سعی کرنا واجب ہے۔
- **منیٰ واپسی:** طواف زیارت و سعی کے بعد دو رات اور دو دن منیٰ میں قیام کرنا سنت موکدہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں یا کسی اور جگہ رات گزارنا ممنوع ہے۔ گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کو ایام رمی، کہتے ہیں۔ ان تینوں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ رمی کا وقت زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔
- **طوافِ وداع:** یہ حج کا آخری واجب ہے جو صرف میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب وہ مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے لگیں تو آخری طواف کر لیں۔
- **مدینہ منورہ روانگی:** مکہ مکرمہ میں مناسک حج کی تکمیل کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے لیے حجاج مدینہ منورہ روانہ ہو جاتے ہیں۔

قربانی

دس ذی الحجہ کو حجاج کرام منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ حجاج کرام کے علاوہ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والے تمام صاحبِ حیثیت مسلمان بھی دس ذی الحجہ کو قربانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور اس دن عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ قربانی کا عمل سنتِ ابراہیمی کے طور پر ادا کیا جاتا ہے۔ قربانی کا یہ عمل مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ایک اظہار ہے۔ اپنے مال میں سے ایک قیمتی چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربان کرنا ہی قربانی کا مقصد ہے۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! ان میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے مزید عرض کیا، اور اُون میں؟ تو اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اس کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔" (سنن ابن ماجہ: 3127)

حج کے عملی زندگی پر اثرات

حج کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کئی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے انسان اپنا گھر بار اور کاروبار چھوڑ کر ایک لمبے عرصے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے، جس سے یہ اظہار ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ یوں حج کی عبادت انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور لگاؤ کو بڑھاتی ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں کے اتحاد اور یگانگت کا سب سے بڑا نمونہ ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے مسلمان اپنے رب کے حضور مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر دنیا کو اپنے ایک ہونے کا پیغام دیتے ہیں۔ فضا میں ہر طرف تلبیہ کی صدائیں مسلمانوں کی وحدت کا پیغام دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حج کے ذریعے رنگ و نسل اور ذات پات کی بھی ہر تمیز مٹ جاتی ہے۔ ہر مسلمان ایک ہی طرح کا اور ایک ہی رنگ کا لباس پہن کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور برابر ہوتے ہیں۔ دنیا بھر سے مسلمان اپنا مال خرچ کر کے اور سفر کی مشقتیں برداشت کر کے حج کے لیے آتے ہیں جس سے مال اور نفس سے محبت مٹتی ہے اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پروان چڑھتی ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ مسلمانوں پر حج فرض ہوا:

(الف) ۸ ہجری میں (ب) ۹ ہجری میں

(ج) ۱۰ ہجری میں (د) ۱۱ ہجری میں

۲۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کا سب سے اولین مقصد ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال دینا (ب) رشتہ داروں کی ضیافت کا اہتمام کرنا

(ج) غریبوں اور ناداروں کو کھانا کھلانا (د) جانوروں کی خرید و فروخت سے تجارت کو فروغ دینا

۳۔ حج کے موقع پر احرام پہننے سے درس ملتا ہے:

(الف) وقت کی پابندی کا (ب) برابری کا

(ج) شرم و حیا کا (د) فکرِ آخرت کا

۴۔ دس ذی الحجہ کو حجاج کرام منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد فریضہ سرانجام دیتے ہیں:

(الف) طواف کا (ب) سعی کا

(ج) قربانی کا (د) عمرے کا

۵۔ درج ذیل میں سے کن لوگوں پر حج فرض نہیں ہے:

(الف) مالدار (ب) عاقل

(ج) بالغ (د) غلام

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ حج کے لغوی معنی کیا ہیں؟

۲۔ فرضیتِ حج کی شرائط بیان کریں۔

۳۔ طوافِ زیارت کب کیا جاتا ہے؟

۴۔ حج کا سب سے اہم رکن کونسا ہے اور اس میں کیا اعمال کیے جاتے ہیں؟

۵۔ قربانی کی فضیلت پر کوئی ایک حدیثِ مبارکہ بیان کریں۔

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ حج کی اہمیت و فضیلت پر تفصیلاً لکھیں۔

۲۔ مناسکِ حج کی اہمیت اور ترتیب تفصیلاً بیان کریں۔

۳۔ قربانی کی اسلام میں کیا اہمیت ہے؟ نیز حج کے معاشرے پر اثرات کا جائزہ پیش کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حج کے احکام و مسائل (مفسدات و مکروہات) کی تفصیلات اپنے گھر، مسجد وغیرہ سے سیکھیں۔
- حج کے مندرجہ ذیل مناسک کو ترتیب وار لکھیں۔

تلبیہ	میقات، احرام باندھنا	رمی جمرات	حلق یا قصر	طواف زیارت	ہدی (قربانی)	وقوف عرفات	طواف وداع

برائے اساتذہ کرام

- حج اور قربانی کے فلسفے پر کمرہ جماعت میں مباحثہ کروائیں۔
- احرام باندھنے کی اور تلبیہ کہنے کی عملی مشق کروائیں۔